GUMAN گمان
VOL 8, ISSUE 1, 2025
E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

Thematic Diversity In Majeed Amjad's Poetry

مجید امجد کی شاعری میں موضوعاتی تنوع

Dr. Uzma Noreen
Lecturer, GC Women University Sialkot
Dr. Nazia Sahar
Assistant Professor, Department of Urdu Islamia College Peshawar
Dr. Syed Azwar Abbas
Lecturer, Urdu Department Hazara University Mansehra

Abstract

Majeed Amjad (1914-1974) from Jhang was a leading Urdu poet. He gave Urdu poetry a style of modern themes and played an important role in bringing it closer to world literature with his simple but profound imagination. Among the first generation of poets who made their impact on Urdu poetry after the establishment of Pakistan, Majeed Amjad's name comes first. Especially in the tradition of Urdu poetry, he added some colors that belong only to him. Majeed Amjad's ghazals also have their own special mood, but he was basically a poet of poetry. He started his literary life as the editor of Jhang's newspaper "Urooj" and had to wash his hands of the editorship for raising his voice against British imperialism. Later, he was appointed as an officer of the Food Department and worked there until his death. His first collection of poems "Shab-e-Rafta" was published in 1958. His second collection of poetry, "Shab Rafta Ke Baad", was published after his death in 1976, and his complete poetry was published in "Kaliyat-e-Majeed Amjad" in 1989. He made the common themes of daily life the focus of his poetry, but with a modern style of expression. By writing on titles like "Hari Bhari Faslo", "Bus Stand Par", "Harappe Ka Ek Katba", "Accident" and "Kahani Ek Malik Ki", he brought Urdu poetry in line with modern trends.

Key Words: Majeed Amjad, Jhang, leading Urdu poet, "Urooj", "Shab-e-Rafta", Shab Rafta Ke Baad", "Kaliyat-e-Majeed Amjad", Hari Bhari Faslo", "Bus Stand Par", "Harappe Ka Ek Katba", "Accident" and "Kahani Ek Malik Ki".

مجید امجد بیسویں صدی کے انتہائی منفرد اور اہم شاعر تھے۔ وہ نہایت وسیع المطالعہ شخص تھے۔ فارسی، انگریزی، عربی، ہندی اور پنجابی زبان سے اچھی طرح واقف تھے۔ شاعری کے ساتھ شروع سے ہی لگاؤ تھا۔ اُن کے کلام میں موضوعات کی بو قلمونی کے ساتھ ہیت کا تنوع بھی نظر آتا ہے۔ اُن کی شاعری میں فکر اور جذبے کی گہرائی موجود ہے۔ اُن کی

GUMAN
گمان
VOL 8, ISSUE 1, 2025
E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

پوری شاعری پر وقت کاتا ہے۔ان کی نظموں میں لمحہ حال کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔تاہم زندگی، جبر، ازل ابد، تہذیب، جرأت اور معاشرتی و سماجی موضوعات کو بھی دیکھا جا سکتا ہے۔عامر سہیل لکھتے ہیں:

"مجید امجد کثیر الجہتی افکار کا حامل شاعر ہے۔"(۱)

مجید امجد نے نظم اور غزل دونوں میں طبع آزمائی کی ہے۔بلال زبیری مجید امجد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ:

"جدید اردو غزل میں فلسفہ اور فن کے امام مانے جاتے ہیں۔" (۲)

انہوں نے اُردو غزل کو ایک نئی سوچ اور نئے لب و لہجے سے آشنا کیا۔کائنات کی وسعتوں میں پھیلے موضوعات کو جس جدت سے مجید نے پیش کیا ہے وہ خاص انہی سے عبارت ہے:

شاید اک بھولی تمنا، مٹتے مٹتے جی اُٹھے

اور ابھی اس جلوہ زار رنگ و بو میں گھومیے (۳)

مجید امجد کی غزل کا موضوع زندگی کے سب رنگ ہیں غزلیہ سرمایہ اگرچہ کم ہے لیکن وہ فنی خوبیوں سے مالا مال ہے۔ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں:

" اُس کی نوا میں دل شکستگی اور ناتمامی کی خلش ہر جگہ ہے۔وہ تنہائیوں اور بیابانی کیفیتوں کا مصور ہے۔مگر کائنات کی ظاہری سطح سے ذرا نیچے جو عجائب و غرائب و طلسمات موجود ہیں۔اُن کا انکشاف بھی اُس کی خصوصیت ہے۔اُس کی شاعری تمدن کے بازاروں سے دور اُس زندگی کی رازدار ہے جو بہت سادہ و معصوم ہے۔"(۴)

مجید امجد کی شاعری روزمرہ زندگی کی حقیقی تصویر کی عکاس ہے۔گلیاں، بازار، کھیت، پگڈنڈیاں، درخت، چڑیاں، کنواں غرضیکہ اُس کی پوری شاعری کا منظر نامہ لاتعداد انسانی فطرت اور کائنات کے ان گنت مظاہر سے عبارت ہے۔اُن کی نظموں کی چند مثالیں دیکھیے:

اے ری چڑیا

جانے اس روزن میں بیٹھے بیٹھے

تو کس دھیان میں تیری، چڑیا، اے ری چڑیا

بیٹھے بیٹھے تو نے کتنی لاج سے دیکھا

پیتل کے اس اک تل کو جو تیری ناک میں ہے

اپنی پت پر یوں مت ریجھ، خبر ہے، باہر

اک اک ڈائمین آنکھ کی تپلی تیری تاک میں ہے

تجھ کو یوں چمکارنے والوں میں ہے

اک جگ تیرا بیری، چڑیا، اے ری چڑیا(۵)

مجید امجد کی نظموں میں انفرادی اور اجتماعی زندگی کے مظاہر نظر آتے ہیں ابتدائی نظمیں منظر نگاری سے زیادہ قریب ہے ابتدائی دور کی ایک نظم دیکھیں:

چمکتی کار فرائے سے گزری

غبار راہ کروٹ بدلی، جاگا

اُٹھا اک دو قدم تک ساتھ بھاگا

پیاپے ٹھوکروں کا یہ تسلسل(۶)

زندگی کے ساتھ ان کا تعلق جذباتی قسم کا نظر آتا ہے ان کی نظم کا بند دیکھیے:

ابد کے سمندر کی اک موج

جس میں میری زندگی کا کنول تیرتا ہے
کسی ان سنی دائمی راگنی کی کوئی تان،
آزردہ، آوارہ، برباد
جو دم بھر کو آکر برباد میری میری الجھی الجھی ہی سانسوں کی سنگیت میں ڈھل گئی
زمانے کی پھیلی ہوئی بیکراں وسعتوں میں یہ دو چار بچوں کی معیاد
طلوع و غروب مہ و مہر کے جاودانی تسلسل کی دو چار کڑیاں
یہ کچھ تھرتھراتے اُجالوں کا رومان، یہ کچھ سناتے اندھیروں کا قصہ (۷)

مجید امجد کو اپنے وطن کی ہر شئے سے لگاؤ ہے۔یہی محبت اُن کی نظم "ہری بھری فصلوں میں جھلکتی ہے:

ہری بھری فصلو
جگ جگ جیو، پھلو
ہم تو ہیں بس دو گھڑیوں کو اس جگ میں مہماں
تم سے ہے اس دیس کی شوبھا، اس دھرتی کا مان
دیس بھی ایسا دیس کہ جس کے سینے کے ارکان
آنے والی مست رتوں کے ہونٹوں پر مسکان
جھکتے پھل، پکتے بالے، دھوپ رچے کھلیان
ایک ایک گھروندا خوشیوں سے بھرپور جہان
شہر شہر اور بستی بستی جیون سنگ بسو!
دامن دامن، پلو پلو، جھولی جھولی ہنسو!
چندن روپ سجو!
ہری بھری فصلو!
جگ جگ جیو پھلو! (۸)

مجید امجد نے اپنے نظریے کو کسی مخصوص تحریک سے وابستہ نہیں کیا۔اُن کی مشاہداتی قوت، ترفع تخیل اور عصری آگہی نے ہی اُن کی شاعری کی شکل متعین کی سے نظموں میں اکثر جگہ وہ ماضی سے رشتہ استوار کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ کہنہ یادوں کو فراموش نہیں کرتے۔اُن کے نزدیک یاد ہی انسان کی پہچان ہے۔انسان کی جڑ ہے۔رفیق سندھیلوی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"مجید امجد یادوں کی نقل و حمل کا شاعر ہے یاد کی کمند پھینک کر وقت کی بالائی چھتوں تک رسائی حاصل کر لینا اس کا محبوب مشغلہ ہے"(۹)

مجید امجد کی شاعری میں ہئیت کے جتنے تجربات نظر آتے ہیں وہ کسی اور شاعر کے ہاں کم ہی ہوں گے۔ لہٰذا ان کے نزدیک پوری زندگی کی کوشش پیہم سوچتے دن اور جاگتی راتوں کا مقصد صرف اور صرف اظہار کی حسرت ہے۔یعنی اُن کا اصل مسئلہ اظہار ہے۔مجید امجد کے لیے زندگی کا ہر لمحہ انوکھے اور منفرد اظہار کا متقاضی ہے۔وہ عمل خیر کے تسلسل کو جاری رکھنے کے لیے شعر لکھتے ہیں۔اُن کا مشاہدہ بے حد وسیع ہے۔ڈاکٹر عطش درانی مجید امجد کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مجید امجد مرحوم ہی ایک ایسے شاعر ہیں۔ جن کے ہاں کائنات کے ہر موضوع پر فکر و فلسفہ، شاعری اور زمین بیانی کا حسین امتزاج ملتا ہے۔ اس لحاظ سے جدید ترین دور کا نمائندہ ترین شاعر مجید امجد ہی ہے۔" (۱۰)

مجید امجد کے ہاں نئے تشبیہات و استعارات اور علامات کا استعمال ملتا ہے۔ اُن کا کلام ادب کے قیمتی شہ پاروں میں ایک اہم اور منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ مرگ و زیست کے درمیان تمام موضوعات کو اپنی شاعری کا حصہ بنایا ہے۔ اُن کے ہاں خلوص اور صداقت ہے جوان کے بچے شعری اظہار سے ظاہر ہے۔ مجید امجد بنیادی طور پر نظم گو شاعر ہیں۔ انھوں نے آزاد اور پابند ہر طرح کی نظمیں بھی لکھی ہیں۔ انھوں نے زندگی کے عمومی پہلوؤں کو لے کر اُن میں اپنی فکر کا رنگ بھر کر اُن کو آفاقی کر دیا ہے وہ اقبال اور حالی کو اس لیے پسند کرتے ہیں کیونکہ اُن کی شاعری رموزِ حیات کی ترجمان ہے۔ اُن کی نظم "اقبال" کے چند اشعار دیکھیے:

اقبال! کیوں نہ تجھ کو کہیں شاعر حیات
ہے تیرا قلب محرم اسرار کائنات
بھولے ہوؤں کو تو نے دیا درس زندگی
زیبا ہے گر کہیں تجھے خضر رہ حیات (۱۱)

مولانا الطاف حسین حالی کو یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں:

وہی حالی جو اذکار و نصیحت کے لیے آیا
وہی حالی جو ارشاد و ہدایت کے لیے آیا
وہی شاعر کہ جس نے شعر کی طرز کہن بدلی
وہی ناقو جو تبلیغ صداقت کے لیے آیا (۱۲)

مجید امجد کی شاعری میں صوتی آہنگ نظر آتا ہے انھوں نے عروضی پیمانوں کو نئے طریقوں سے آزمایا ہے۔ مجید امجد کے ہاں شکستہ دلی کا احساس نظم آتا ہے۔ وہ بھری دنیا میں خود کو تنہا محسوس کرتے ہیں۔ ڈاکٹر انور سدید اس بارے میں لکھتے ہیں:

" مجید امجد سکوت سخن جو کا شاعر تھا بظاہر مجید امجد کی شاعری پر اداسی کی ایک دبیز تہہ جمی ہوئی ہے۔ لیکن جونہی مادے کا بوجھ ہٹ جاتا ہے تو وہ اپنا رشتہ ماوراسے قائم کر لیتے ہیں اور یوں اُن کے ہاں کائناتی شعور بیدار ہو جاتا ہے۔"(۱۳)

مجید امجد کی شاعری باطن میں اترتی محسوس ہوتی ہے اُن کے ہاں علامتیں نیا رنگ اختیار کر لیتی ہیں۔ نظم ہو یا غزل مجید امجد دونوں میں اپنی شعری کائنات تخلیق کرتے ہیں۔ ڈاکٹر طاہر تونسوی مجید امجد کو سوچ کی بے حرف لو کا شاعر قرار دیتے ہوئے اُن کی نظم اور غزل کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مجید امجد واقعی اُردو نظم کا بہت بڑا شاعر ہے اور اُس کے سامنے بہت سے قد آور شاعر بھی بونے دکھائی دینے لگتے ہیں. اس کا غزل کا سرمایہ کم ہے۔ اتنے کم غزلیہ سرمائے کے باوجود جو موتی اُس نے اُردو غزل کے دامن میں ڈال دیے ہیں۔ اُن کی درخشندگی اور چمک کبھی بھی زنگ آلود نہیں ہو سکتی۔" (۱۴)

مجید امجد کے یہ اشعار دیکھیں:

بیس برس سے کھڑے تھے جو اس گاتی نہر کے دوار
جھومتے کھیتوں کی سرحد پر، بانکے پہرے دار
گھنے، سہانے، چھاؤں چھڑکتے، بور لدے چھتنار
بیس ہزار میں بک گئے سارے ہرے بھرے اشجار (۱۵)

یادیں اور خواب ہر انسان کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں۔ مجید امجد کے ہاں یاد کبھی ذہن کی سطح پر لڑ ھکتے نقش کی مانند ہے۔ کبھی زخم اور داغ کی صورت کبھی عکس کی طرح ہے۔ اُن کے ہاں ان دیکھے چہروں کے سینکڑوں خاکے اُبھرتے ہیں۔ اُن کے ہاں یادیں اور خواب ایسے قید خانے ہیں۔ جن سے ایک لمحے کے لیے بھی چھٹکارا نہیں ہے۔ مجید امجد کے ہاں یادوں کا دریچہ دیکھیے:

ایک اُجلا سا کانپتا دھتا
ذہن کی سطح پر لڑ ھکتا ہوا
نقش جس میں کبھی سمٹ آئی
لاکھ یادوں کی مست انگڑائی
عکس آن دیکھا عکس تیرتا ہے
آنسوؤں کی روانیوں میں رواں
روح کی شورشوں میں سایہ کناں
ذہن کی سطح پر لڑ ھکتا ہوا(۱۹)

مجید امجد کے ہاں یادیں انسان کی پہچان ہیں۔ اُس کی جڑیں ہیں اور انسان جڑوں کے سہارے ہی اپنی شناخت قائم رکھتا ہے۔ صفدر سلیم سیال کے ہاں بھی یادیں زندگی کی علامت ہے۔ ان کی شاعری فطرت کے قریب سادہ و معصوم زندگی کی عکاس ہے اور یہی اُس کی ہیشگی کی راز دار ہے۔ ڈاکٹر رشید احمد گوریجہ لکھتے ہیں:

"مجید امجد نے اپنے تن کا ماس گلا کر، اور آنکھوں کا تیل جلا کر شعور فکر کی جو مشعل روشن کی ہے۔ اِس سے اُردو شاعری کے ایوان ہمیشہ روشن رہیں گے۔"(۱۷)

مجید امجد جدید اردو شاعری میں ممتاز و منفرد حیثیت کے مالک ہیں۔ اُنھوں نے نظم جدید کے فکری آفاق کو وسعت دی۔ اُنھوں نے نے تخلیقی تجربے کو تاریخی انسان کے وجودی ثمرات کے ساتھ ہم آہنگ کر کے ایسا جہانِ معنی تخلیق کیا ہے۔ جس کی بے کراں وسعتوں سے اُردو شاعری واقف نہ تھی۔ انھوں نے شاعری میں کھوکھلے پن کی بجائے نئے تجربے اور نئے رجحان کو فروغ دیا۔ عامر سہیل مجید امجد کے بارے میں لکھتے ہیں:

" مجید امجد کا وسیع تخیلاتی ذہن، دقیق مطالعہ اور زبان پر مکمل عبور اسے مستقبل کی پیش نہیں کرنے پر اکساتے ہیں۔ مجید امجد اُردو شاعری کی وہ مقبول ہستی ہے جس نے اکیسویں صدی کے ادبی تقاضوں کو نہ صرف سمجھا ہے بلکہ اپنی شاعری کو ان تقاضوں کے مطابق ڈھالا بھی ہے۔(۱۸)

مجید امجد کا رومان بھی اداسی میں لپٹا ہوتا ہے شاید فطرت کے اس شیدائی کے نظر ہمیشہ انجام پہ رہتی ہے مزاحمتی رویہ بھی مجید امجد کے ہاں ملتا ہے انسان کی ازلی وابدی محرومی محبت کی ناکامی اور انسانی بے توقیری کے سبب پیدا ہونے والی شکست خوردگی بھی ان کے موضوعات میں شامل ہیں فکر کے ساتھ ساتھ انکو فنی لوازم کا بھی خاصا شعور ہے۔

یوں مجموعی طور پہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ شاعر جو بہت بعد میں جا کر دریافت ہوا اور جس کی شاعری میں فلسفہ و حسن اور تمام فکری وفنی لوازم کا بے بے پناہ توازن موجود ہے اس شاعر نے اردو نظم کی روایت میں بے حد خوش نما اور خوش کن اضافے کیے ہیں وہ مقامیت سے تعلق رکھنے والے چھوٹے سے چھوٹے موضوع کو بھی لے کر چلتا ہے اور وقت جیسے بڑے اور قدیم موضوع کو بھی لے کر چلتا ہے۔

مجید امجد اُردو شاعری کا وہ روشن ستارہ ہے جس کی تابنا کی میں وقت کے ساتھ اور اضافہ ہو گا۔

حوالہ جات

۱۔ عامر سہیل، سید، مجید امجد، بیاض آرزو بکف، ملتان: بیکن بکس، ۱۹۹۵ص: ۶۷
۲۔ بلال زبیری، تاریخ جھنگ، جھنگ: جھنگ ادبی اکیڈمی، ۱۹۷۶ء، ص: ۴۷۸
۳۔ مجید امجد، کلیات مجید امجد، مرتبہ: خواجہ محمد زکریا، لاہور: ماورا پبلشرز، ۱۹۸۸ء، ص: ۳۰۳

E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

۴۔عبداللہ سید،ڈاکٹر،شب رفتہ،مشمولہ: مجید امجد ایک مطالعہ،مرتب: حکمت ادیب: جھنگ: جھنگ ادبی اکیڈیمی،۱۹۹۴ء ص: ۱۸۷

۵۔مجید امجد،کلیات مجید امجد،مرتبہ: خواجہ محمد زکریا،لاہور: ماورا پبلشرز،۱۹۸۸ء ص:۴۹۸

۶۔ایضاً،ص: ۲۶

۷۔ایضاً،ص: ۱۸۵

۸۔ایضاًص ۲۵۱

۹۔رفیق سندھیلوی،شب رفتہ کا ایک حیرت افزا پہلو مشمولہ: مجید امجد ایک مطالعہ،مرتبہ حکمت ادیب،
جھنگ: جھنگ ادبی اکیڈیمی،۹۹۴ء ص: ۴۵۰

۱۰۔ عطش درانی،ڈاکٹر،اُردو اصناف کی مختصر تاریخ،لاہور: مکتبہ میری لائبریری،۱۹۸۶ء، ص:۴۲

۱۱۔مجید امجد،کلیات مجید امجد،مرتبہ: خواجہ محمد زکریا،لاہور: ماورا پبلشرز،۱۹۸۸ء ص: ۴۴

۱۲۔ایضاً،ص: ۳

۱۳۔انور سدید،ڈاکٹر،اُردو ادب کی مختصر تاریخ،لاہور: اے ایچ پبلشرز،۱۹۹۶ء ص:۴۳۲

۱۴۔طاہر تونسوی،ڈاکٹر،سوچ کی بے حرف لو کا شاعر،مشمولہ: مجید امجد ایک مطالعہ،مرتبہ: حکمت ادیب،جھنگ: جھنگ ادبی اکیڈیمی ۱۹۹۴ء ص: ۴۲۱

۱۵۔مجید امجد،کلیات مجید امجد،مرتبہ: خواجہ محمد زکریا،لاہور: ماورا پبلشرز،۱۹۸۸ء ص: ۳۴۶

۱۶۔مجید امجد،کلیات مجید امجد،مرتبہ: خواجہ محمد زکریا،لاہور: ماورا پبلشرز،۱۹۸۸ء ص:۱۸۲

۱۷۔رشید احمد گوریجہ،ڈاکٹر،جدید اردو شاعری غزل اور نظم کے تناظر میں،ملتان: بیکن بکس ۲۰۰۳ء، ص: ۳۴۶

۱۸۔عامر سہیل،سید مجید امجد،بیاض آرزو بکف،ملتان.بیکن بکس،۱۹۹۵ء، ص: ۷۵